نقش آغاز: ﷽ راشد الحق سمیع حقانی

پیر طریقت حضرت مولانا محمد رحیم اللہ عرف باچا صاحب کی رحلت

حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؒ کی لرزہ دینے والی جدائی کے تیسرے دن ایک اور سانحہ ء فاجعہ نے بچی کچھی صبر وتوانائی کی جمع پونجی بھی لُوٹ لی۔صبح سویرے ہر جانب سے حضرت باچا صاحب کی رحلت کی افسوسناک خبریں آنے لگیں۔یقین جانئے کہ صبر وبرداشت کا جو پُشتہ حضرت فانی صاحب کی جدائی کے سبب شکست وریخت کے باعث کمزور ہوچلا تھا، اچانک حضرت باچا صاحبؒ جیسی ملکوتی صفات کی حامل شخصیت کی وفات سے وہ بھی منہدم ہوگیا۔ ع گھر میں کیا تھا جو تیرا غم اُسے غارت کرتا

پیکر حلم وتواضع ،مردِ درویش ،مردِ قلندر، تقویٰ کے پہاڑ ،صبر وتوکل کے کوہ گراں حضرت مولانا محمد رحیم اللہ عرف باچا صاحب اس گئے گزرے دور میں اپنی مثال آپ اورقرونِ اولیٰ کے بزرگوں کی زندہ جاوید تصویر تھے۔آپ محاوروں، مبالغوں،ادبی استعاروں اورافسانوی گھڑی ہوئی کہانیوں کے کردار کی حامل شخصیت نہیں تھے بلکہ پوری ذمہ داری کیساتھ یہ لکھ رہا ہوں کہ اس مادیت کے گئے گزرے دور میں حضرت مولانا محمد رحیم اللہ باچا صاحب اپنی مثال آپ تھے۔ نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہوتو دیکھ انکو ید بیضا لئے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں

حضرت والد صاحب مدظلہ نے ان کے حینِ حیات میں کئی مرتبہ ہمیں فرمایا کہ حضرت باچا صاحبؒ جیسی مبارک اور برگزیدہ شخصیت کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ شخص حضراتِ صحابہ کرامؓ اورتابعین عظامؒ کے قافلے سے چلتے چلتے اس عہد میں رہ گئے۔حضرت باچا صاحبؒ کی بابرکت نورانی شخصیت پر مجھ جیسے سیاہ کار اور بے بضاعت کیا روشنی ڈالیں گے؟ اور کیا مدح وتعریف کرسکیں گے؟ جن حضرات نے حضرت باچا صاحبؒ کونہیں دیکھا آج اگر اِن کے سامنے اُن کی دلکش شخصیت اور اِن کے بلند وبالا ملکوتی صفات کی حامل ہستی کے بارے میں اگر صدہا صفحات بھی لکھے جائیں تو بھی اِن کا کما حقہ احاطہ نہیں کیا جاسکتا اور نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔بس یوں سمجھئے کہ سفید لباس ،سفید چادر،سفید طویل داڑھی اورانتہائی سرخ وسفید خوبصورت چمکتی ہوئی پیشانی ،لب ،حسن اخلاق اور تکلم کی شیرینی سے گویا کھلتا ہوا گلاب المختصر انسانی سراپے میں فرشتہ زمین پر نظر آتے تھے۔

؎ آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیز دیگری

بہرحال حضرت مولانا رحیم اللہ باچا صاحبؒ خود فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اپنے بھائی کو دارالعلوم میں داخلے کے

لئے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور اِن کے داخلے کی کاروائی کے بعد حضرت نور اللہ مرقدہ نے میری جانب توجہ فرمائی اور مجھے فرمایا کہ آپ بھی یہاں پر دارالعلوم میں داخلہ لے لیں۔ میں نے گزارش کی کہ کچھ درجات کی کتابیں پڑھ چکا ہوں اور کچھ کتابیں درمیان میں رہ گئی ہیں۔ لیکن حضرت نے فرمایا کہ تم بھی داخلہ لے لو' پھر بعد میں یہ کتابیں بھی پڑھ لو گے۔ یوں ایک مہمان بھی دارالعلوم کا طالب علم بن گیا، لیکن چونکہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی قلندرانہ نگاہوں نے اِس گوہر نایاب اور علم و تقویٰ کے چھپے ہوئے چشمہ فیض و ہدایت کو بھانپ لیا تھا' اسی لئے ایک مہتمم محدثِ کبیر ایک سادہ اور نحیف طالب علم سے دارالعلوم میں داخلے کی تمنا اور اصرار کر رہے تھے۔ اِس سے اندازہ کریں کہ ابتداء سے حضرت مولانا محمد رحیم اللہ باچا صاحب علم و معرفت کی کن کن رفعتوں پر فائز تھے۔ ولی را ولی می شناسد قدر گل بلبل شناسد

دارالعلوم حقانیہ کی ستاسٹھ سالہ تاریخ میں حضرت مولانا محمد رحیم اللہ باچا صاحب واحد تنہا فارغ التحصیل طالبعلم تھے جو باوجود صوبہ خیبر پختونخوا کی بہت بڑی قد آور روحانی شخصیت اور ایک بہت بڑے تعلیمی ادارے کے مہتمم و سرپرست ہونے کے باوجود برسہابرس ،وسیع و عریض مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں بغیر جوتوں کے عقیدت و محبت کے باعث ننگے پاؤں پھرتے رہتے اور فرماتے مجھے یہ گوارا نہیں کہ اپنے مادر علمی اور اپنے شیخ مولانا عبدالحقؒ کے مرکز میں جوتوں سمیت اَکڑ کر چلوں۔ حضرت باچا صاحب برسہابرس اپنے علاقہ اضاخیل میں اپنے علمی اور روحانی فیض کا سلسلہ چلاتے رہے پھر جب علاقہ کی مسجد تنگ پڑ گئی تو آپ نے توکل علی اللہ جامعہ اسلامیہ کی بنیاد حضرت مولانا عبدالحقؒ کے ہاتھوں رکھوائی۔ گاؤں کی سڑک کے متصل زمین پر آلتی پالتی مار کر مدرسے کیلئے خود چندہ جمع کرتے۔ سارا دن گاڑیوں کی دُھول اور دھوپ کی شدت جھیل کر مدرسہ و مسجد کی تعمیر کیلئے اتنی زیادہ زحمت برداشت کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب ان کی فنائیت' تواضع اور اخلاص اور مدرسہ و مسجد کیلئے انکے دیوانہ وار جذبے کی بھرپور قدر کرتے ہوئے آناً فاناً مخلوق اور اہل خیر کے قلوب آپکے جامعہ کی تعمیر و ترقی کیلئے مائل کرا دیئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک عظیم الشان وسیع و عریض بلند و بالا ہاسٹلوں' درسگاہوں سے مزین جامعہ اسلامیہ ہمیں نظر آیا اور ساتھ ہی صوبہ خیبر پختونخوا کا سب سے بڑا بنات کا مدرسہ بھی دیکھتے ہی دیکھتے بن گیا۔ یہ حضرت کی واضح کرامت تھی۔ آج یہ جامعہ رُشد و ہدایت کا ایک بڑا مرکز بن گیا ہے،حضرت باچا صاحبؒ جیسے بڑی صوفی باصفا' شریعت وطریقت کے مجمع البحرین روحانی شخصیت ہمارے خاندان اور خصوصاً مجھ جیسے ناکارہ و برادرم مولانا حامد الحق کیلئے پیرومرشد سے بڑھ کر تھے۔ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ان کی خاص توجہات اور برکات سے ہم جیسے تہی دامن مدتوں اکتساب فیض کرتے رہے۔ ہائے افسوس موت کے ہاتھوں آپ جیسی عظیم ہستی کو بھی ہم نے گنوا دیا۔ حقیقت میں یہ دارالعلوم اور خاندان حقانیہ کا سانحہ ہے۔ ع متاعِ دین و دنیا لُٹ گئی اللہ والوں کی